

منشور محمدی

بجکلو

منشور رسولان ہمدست محتاج نجاتم و با خاتم و مہر مدہ منشور محمدی توریست بلا توریہ نجل تجیل با گویان صفت و شیر مہر و محمد

نمبر ۲۳ مطبوعہ ۱۵ شعبان المعظم ۱۳۱۰ ہجری روز یکشنبہ جلد ۱۹

یہ اخبار عشرہ وار مضامین ترویج مذہب علیہ صحت و قیمت سالانہ بیستہ ہشتکی ۵ روپیہ بذریعہ منی آرڈر بنام مہتمم انی چاہین

باسلام ہوا۔ (مہر تیروز)

(کہا مٹی میں)

۹۲ء میں اس شہر میں دس ہندو مسلمان ہو دیئے

دہلی میں چند یورپین عورتوں کا
بحقیق اسلام شریف لانا

ہفتہ عشرہ سے دس بارہ یورپین لیڈیوں کو

سے یہاں آئی ہوئی ہیں ہوٹل میں رونق بخش ہیں۔ اسلام
کی تحقیقات اور علم روحانی کی ستلاشی میں۔ عالم و فاضل و
اہل کمالات بہت شوق سے ملاقات کرتی ہیں۔ اکثر سوال
جواب بجانب حقانیت کرتی ہیں۔ چنانچہ یہاں کے اکثر علما
نامور کے مکانات پر باستفسار مسائل کی بارگاہیں۔ اور اکثر
مذہب اشخاص بھی مذہبی ملاقات کے لئے ہوٹل تشریف لیا کرتے
ہیں۔ پس ہر وقت تحقیقات اسلام میں گفتگو ہوتی ہے
اہل اسلام سے ملاقات کر کے از حد خوشنودی ظاہر کرتی

قبول اسلام
(انبالہ من)

جناب مولوی محمد عبدالہادی صاحب کمپ انبالہ تخریر
فرماتے ہیں کہ تاریخ ۱۵ رجب ۱۳۱۰ ہجری بروز جمعہ موجودگی
جناب مولانا مولوی ابوسعید محمد عبدالحق صاحب نقشبندی
بانی مہمانی انجمن نکاح بیوگان کلا نور ضلع رتھک بعد اختتام
و عطا جناب مولانا مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری
منصہ انجمن بیوگان موصوف بمقام شہر انبالہ ایک شخص شوق
سے مشرف باسلام ہوا۔ نام مشتاق احمد رکھا گیا اور کل ۲۳
فروری بروز جمعہ بمقام کمپ انبالہ جامع مسجد میں بعد عطا
جناب ممدوح کے زیور اسلام سے ارستہ پیرستہ ہوئی
اور ترغیب نکاح دی گئی اور نام فاطمہ بی رکھا گیا۔
(علیکذہ میں)

۱۰ فروری ۱۳۱۰ء کو جامع مسجد میں ایک ہندو مشرف

من۔ مگر ہندوستان زبان سے ہنوز واقف نہیں انگریزی
اسنے گفتگو کرنی پڑتی ہے۔ گزشتہ جمعہ کو جامع مسجد دہلی میں
بھی دیکھا بعد نماز کے جناب مولوی عبد المجید صاحب کا وعظ نہایت
متوجہ ہو کر سنتی رہیں۔ وہ مترجم ہر موقع پر انگریزی میں مطلب
سمجھا دیتے تھے بعد تمام ہونے وعظ کے خوشی خوشی اپنے فروغ
پر تشریف لے گئیں۔

حسن علی عیسیٰ کا رسالہ منفتحۃ الاسلام اور اول کا جواب ابواب مصقلہ

پادری حسن علی صاحب نے اسلام پر منہ کھولنے کو کھول
تو دیا اور فصاحت قرآن مجید پر اعتراض کرنے کو تو کر دیا مگر
جو جوابات متحمل انکی لایں اور بے مغز تحریروں کی اہل اسلام
کی طرف کشاں ہوئے اوکو دیکھ کر تو وہ دل ہی دل میں ضرور
بیچ و تاب کھاتے ہو گئے۔ گو بظاہر قبول کرنے میں وہ یسٹنیش
کرتیں مگر دل میں ضرور اس بات کی گواہی دیتے ہو گئے کہ اسلام
پر نوک جھوک اور فصاحت و بلاغت کلام باری پر اعتراض
یقیناً اونکے لئے خوفناک اور نہایت مشکل امر ہے۔

منشور محمدی میں حسن علی صاحب کی تحریرات کے بہت
سے جواب شائع ہوئے۔ جب ہمارا پاس مولف کے جانب سے
المنقلہ للمصقلہ کا جواب پہنچا تو اس کے اخیر میں حسن علی صاحب
کی اپنے رسالہ منفتحۃ الاسلام کے بارہ میں بڑے تکبر و تعلی
کے فقرے دیکھو گئے۔ جواب المنقلہ للمصقلہ کو جسکو جناب
مولوی غلام محمد صاحب سورتی نے لکھا تھا منشور محمدی
نمبر ۳ جلد ۱۹ میں شائع کرتے وقت ہم نے اس منفتحۃ الاسلام
کے دیکھنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ اس کے چند ہی دنوں
کے بعد بعض دوستوں کے ذریعہ ایک کاغذ دو صفحہ والا

موصول ہوا جسکو حسن علی صاحب نے منفتحۃ الاسلام سے
موسوم کیا تھا۔ جناب فاضل اہل مولانا مولوی سید محمد علی
صاحب مندرجہ ذیل خط سے حسن علی صاحب کی لیاقت اور حوصلہ
کا پورا حال ظاہر ہوتا ہے اور مصقلہ مطبوعہ روانہ فرما کر منشور
محمدی کے ذریعہ بطور منہمہ شائع کرنے کو ارشاد فرمایا جو
آج کے پرچہ کے ساتھ مثل تقدیس الابیاریہ کے شائع ہوتا ہے
(عنایت نامہ جناب مولانا مولوی سید محمد علی صاحب رحمہ اللہ)

منظر لطف و کرم منشی محمد شریف صاحب زید لطفکم۔

السلام علیکم آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ منشور محمدی کے تک
دو پرچے پہنچے ہیں ایک پانچ محرم کا دوسرا ۲۵ محرم کا
۲۵ محرم ۱۳۱۵ھ کے پرچہ میں میان حسن علی صاحب عیسیٰ
کا ذکر ہے اور یہ بھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اول کے منفتحۃ
الاسلام کا حال انکو نہیں معلوم اس لئے میں آپکو اطلاع دیتا
ہوں اس نام کا پرچہ ایک دو ورق کا عرصہ ہوا کہ
میرے نام کلکتہ سے آیا تھا میں نے جو اسے دیکھا تو معلوم
ہوا کہ اسکو مولف قابل خطاب نہیں ہیں اور نہیں علم عربی کے
کچھ سروکار نہیں ہے۔ عبارت عربی کے معنی اور مطلب
اونہوں نے ایسے لٹے اور غلط بیان کئے ہیں کہ حیرت ہوتی
ہی ایسے نابالغ شخص کو کیونکر فصاحت و بلاغت میں کلام
کرنے کی جرات ہوتی۔ میں نے وہ رسالہ اپنے ایک محب
کو دیدیا اونہوں نے اسکا مختصر اور کافی جواب لکھ کر
انجمن حمایت اسلام مدراس میں بھیجا جو اس کے بعد اول
نمبر ۱ بابت ماہ ذیقعدہ ۱۳۱۵ھ میں چھپا دی جا رہی ہے
کے بعد ایک اور رسالہ لکھا جسکا نام محکمۃ الاسلام رکھا
میں انہوں نے ہمارے محب کو خوب بے نقط سنا ہے میں اور

اپنے رسالہ کو اس تحریر کا جواب قرار دیا ہے حالانکہ اس
کسی بابت کا جواب نہیں دیا اس رسالہ سے اون کی
اور بھی قلعی کھل گئی اس رسالہ کو حیرت یہ ہوتی ہو کہ آیا
واقعہ میں حسن علی بیگ ایسے ہی علم سے بے بہرہ ہیں جیسا کہ
انکو رسالہ سے ظاہر ہوتا ہے یا اجماع قرآن مجید ہے کہ جب
ایکے مقابل ہو اور اس میں نکتہ بینی کا عزم کیا تو خدا تعالیٰ
نے اونکو علم اور عقل کو سلب کر لیا دوسری صورت راجح
معلوم ہوتی ہے کیونکہ پہلے صورت میں زیادہ تعجب یہ ہوگا
کہ اہالیان مشن نے انہیں کیونکر اس منصب کے لئے تجویز
کیا اور ایسے مناظرہ کی اجازت دی جس سے اسکی نہایت
تک اور بدنامی ہو۔ اور یہ بھی سنائی کہ جناب عیسائی صاحب
مذکور میں بھی دیتے ہیں اب اگر تشریح الحروف یا قواعد
اردو کا درس متعلق ہے تو خیر اور اگر کچھ اور علمی کتابیں
متعلق ہیں تو اس علم پر غیر ممکن ہے اونکا پڑھانا۔
اس کچھ کا جواب بھی ہمارے محبت خوب زور سے
لکھا ہے تین حصہ اسکے ہیں پہلا حصہ رسالہ انجمن حمایت اسلام
مدرسہ کے جلد ۱۲ نشان ۲ میں جو بابت ماہ ربیع الثانی ۱۳۰۹
جہا ہے طبع ہوا ہے اور دوسرا حصہ ہی اسی رسالہ میں
جہا ہے مگر ماہ رمضان ۱۳۰۹ھ کے پرچے میں ہے
تیسرا حصہ جس سے اون کے کان سے ظاہر ہوتی ہے اب تک نہیں
جہا اس کے پہلے حصہ کو چھپے ہوئے انہوں ان مہینہ ہے۔
مگر اب تک پوری صاحب سے کچھ نہیں ہو سکا کسی صاحب
نے اون سے دریافت کیا کہ تاخیر کی کیا وجہ ہے جواب
دیا کہ میں بیمار ہوں۔ خدا خیر کرے۔ اور دوسرے
میرے پاس موجود تھی ملاحظہ کے لئے بھیجا ہوں اگر مناسب

معلوم ہو تو اس سال کو فستور محمدی کے ہمراہ چوتھے درقون
میں چھاپ دیجئے۔ والسلام۔ خاکسار محمد علی غفرلہ
رمضان کے اور روز کے فضائل
یہ بیان صرف انہیں مسلمانوں کا حصہ ہے جو اسلام کی
حقیقت کے اس طرح معتقد ہیں جس طرح رسول اور انکو صحابہ
سے ثابت ہوا ہے اور اس زمانہ کی نئی روشنی نے اون کے
خیالات پر کوئی اثر نہیں کیا مشکوٰۃ کے کتاب الصوم کا
خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ رمضان میں رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور
جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں جنت کو اٹھ دروازوں
میں سے ایک دروازہ خاص روزہ داروں کے داخل ہونے
کے لئے ہر مسکا نام ریان ہے جو کوئی اللہ کے واسطے رمضان
کے روزے رکھے اور اس میں تراویح پڑھے اس کے تمام پچھ
گناہ معاف ہو جائیں گے اس سے صغیرہ گناہ مراد ہیں اور کبار
کی مغفرت بھی امید ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ
میرے لئے ہے اور اسکا اجر دنیا بھی میرا کام ہے اس لئے
کہ روزہ دار میرے لئے اپنے خواہشیں اور کھانا پینا چھوڑتا
ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی
افطار کے وقت ہوتی ہے دوسری خوشی اس وقت ہوتی جب
قیامت کو دن اللہ کے سامنے جاوے گا۔ اس میں ایک رات ایسی
ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو کوئی اس سے محروم نہا وہ
غیر کثرت سے محروم رہا۔ روزہ اور قرآن قیامت کے دن
شفاعت کریں گے۔ اس مہینہ میں دن کے روزہ فرض
میں دو رات کا قیام موجب اجر ہے اس میں کسی کی کمی کا اتنا
اجر ہے جتنا اوڑھون میں فرض کے اوڑھنا اور دن

دون میں فرض کے ادا کرنا اتنا جری جیسے اور
 دنوں میں شرف فرض کے ادا کرنا یہ صبر کا مہینہ ہے
 اور صبر کا ثواب جنت ہے یہ مہینہ مدارات کا ہے اس میں
 کا رزق بڑھاتا ہے اور جو کوئی روزہ دار کو افسلہ کراوے
 تو اللہ اس کے گناہ معاف کرے گا اور دوزخ سے نجات پائے گا
 اور جو اجر روزہ کا افطار کرنے والے کو ملیگا وہی افطار
 کرنے والے کو ملیگا صحابہ نے پوچھا کہ ہر شخص اتنا مقدور
 نہیں رہتا کہ کسی روزہ افطار کراوے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا کہ اگر دودھ کے ایک گھونٹ یا خرما یا پانی کے
 ایک گھونٹ سے بھی روزہ افطار کراوے تو یہی ہے اجر
 ملیگا اور اگر کسی روزہ دار کو پیٹ بھر کے کھلاوے گا تو
 اللہ اس کو حوض کوثر کا ایسا شیرین شربت پلاوے گا کہ
 پھر جب تک جنت میں داخل ہوا اس کو پیاس نہ لگیگی اس
 مہینہ کا اول حصہ رحمت ہے اور وسط کا حصہ مغفرت آخر میں
 دوزخ کی آگ سے نجات ہے۔ نبی علیہ السلام کا معمول تھا
 کہ جب رمضان شروع ہوتا تو سب قیدیوں کو چھوڑ دیتا
 تھا اور ہر سائل کو کچھ دیتا تھا۔ سال بھر تک جنت رمضان
 کے لئے آ رہی ہوتی ہے رمضان کی پہلی تاریخ جو پہلا
 دعا مانگتی ہے کہ اے اللہ اپنے بندوں سے ہمارا جوڑا
 بنا ہماری آنکھیں اسے ٹھنڈی ہوں انکی آنکھیں ہم سے
 ٹھنڈی ہوں۔

بقیہ مضمون مرامت نمبر ۲۲ جلد ۱۹
 (و) اور نصاریٰ جو کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ نے
 سولی کھاتے وقت باپ کو بت پکارا بدو نہ ملی۔ سو
 ایسی میری اور جیستی تو بندہ ہی نہیں کرتا کہ اس کے بیٹے

کو اس کا غلام ناحق قتل کرے اور وہ باپ سے فرما دے کہ
 اور باپ دیکھتا ہے خدا تو بڑا رحم و غفور ہے وہ کیسے
 کرتا۔

(ز) اور وہ جو نصاریٰ غریب تر از گناہ کرتے ہیں کہ زندگان
 کے گناہوں کے کفارہ میں قتل کرا کر کسی روز دوزخ میں نہ گنا
 تو گناہ گار کے بدلے جگہ کو عذاب کرنا خدا کا فضل ہے محال
 ہے اس معلوم ہوا کہ خدا کے ہاں بندہ کی قدر حضرت عیسیٰ سے
 زائد ہے تب تو انکو گناہ کے عوض عیسیٰ کو سولی چڑھانی
 کو بندہ بھی اولاد کو غلاموں کی قربانی نہیں کرتا خدا تو بڑا
 رحیم اور غفور ہے ان باتوں سے صاف طور پر ظاہر و ثابت
 ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ ابن اللہ تھے۔

(ح) پس رو ہو گیا اس سے وہ قول نصاریٰ کا کہ حضرت
 عیسیٰ ہی خدا ہیں۔ اس واسطے کہ جب اسکا خدا کا بیٹا
 ہونا ہی ثابت ہوا۔ تو خدائی کیسے ثابت ہو سکتی ہے
 (ط) ظاہر ہے کہ ایک کے خون کے بدلے میں اوسے ایک
 شخص کا قصاص ہوتا ہے جس نے قتل کیا ہونہ دوسرا۔ اور
 انصاف سے بعید ہے کہ تمام دنیا کے مسیحیوں کے جرم میں
 ایک حضرت عیسیٰ کا جرم مارے جائیں۔ اور وہ ہی خدا
 یا خدا کے بیٹے ہوکر۔ اور پھر مسیحیوں کے گناہ اتر جائے
 (ی) جب تمام گناہوں کا بندوں کے بدلا حضرت عیسیٰ
 سے لیا اور سب کے گناہوں کے کفارہ میں وہ بنے

فقیر سولی پر چڑھائے گئے تو اب دنیا بھر کے مسیحیوں
 سے گناہ مٹ گئے اور سب پاک و صاف ٹھہرے پھر یہ
 معصوم نبیوں گرجاؤں میں عبادت کرتے ہیں یہ لوگ
 تکلیف مفید نہیں کہ وہ تو پہلے ہی معصوم ہو چکے

یہ سراسر خلاف ہے۔ اور مخالف کے نزدیک بھی مسلم۔
 رک (جو معصوم بچے کے مان پٹ میں تھو اور کوئی گناہ
 اسے سرزد ہی نہیں ہوا یا جو نطفے کے باپ کے صلب میں تھو
 یا جنکا کئی سو پشتوں تک اٹا پٹا ہی تھا اون ناکردہ
 گناہوں کا کفارہ کیسے ہوتا ہے۔ اور اگر کفارہ ہو گیا تو اب
 زنا۔ نواطت۔ و شرب خمر۔ کذب۔ غیبت۔ بہتان۔
 قتل۔ سرقہ وغیرہ وغیرہ سے کیوں مخالفت بابل میں
 کی گئی کہ بعد کفارہ کے تو سب گناہ سے پاک ہو گئے۔ پھر
 یہ گناہ گناہ کیوں رہے۔ اور ان پر وعید کا کیا باعث۔
 اگر کوئی ان کا مرتکب بھی ہوا تو اسکی معصومیت کو دہتیا
 نہیں لگنا چاہیے ورنہ کفارہ باطل ہو جاتا ہے (باقی آئندہ)
بقیہ مندوستان میں اسلام کی اشاعت
کیون کر ہوئی

جب سلطنت اسلامیہ ہندوستان میں خوب قتل
 ہو گئی خاص کر خاندان مغلیہ کے دور حکومت میں تو فطری
 طور پر اسلام کا اثر زیادہ استحکام اور استقلال کے
 ساتھ ملک میں پھیلنا شروع ہو گیا۔ مسلمان ہو جانے کے
 واسطے سب سے زیادہ ترغیب اس وقت ہوئی جب کہ
 پستی ہونا شاہی درباروں میں ہر قسم کے حصول
 اعزاز سے محروم قرار پایا۔ اگرچہ اکبر عظمیٰ کے وقت
 میں مسلمانوں کو ہندوؤں سے بالکل متبہ نہیں رہا تھا
 ہندوؤں کے مذہب کا لحاظ یہاں تک کیا جاتا تھا کہ
 مندر دن وغیرہ کے واسطے جو اوقات مقرر تھے انہیں
 دست اندازی نہیں ہوتی تھی۔ نیز بدنامی کے خوف از
 ہندوؤں سے اتفاق رکھنے کی حکمت عملی بھی ہوئی تھی۔

ظلم اور سیرجی کے کاموں اور تعصبانہ تعدیوں سے
 جو قدیم محاربات میں نسبت ہوتی تھیں تو بہ کراوی تھی
 تاہم دنیا کے نفع کے خیال سے اکثر ہندو مسلمان ہو گئے
 ہزار ہا راجپوت جنگی اولاد آج تک ملک کے دولتمند
 زمینداروں میں شمار کی جاتی ہے۔ اسی خیال سے مسلمان
 ہوئے۔ غالباً زیادہ مشہور امین سے قوم باجگولی
 کے مسلمان راجپوت ہیں جنکا سردار او دھ کے دہی رتبہ
 لوگوں میں بڑا رتبہ رکھتا ہے اس سردار کے مسلمان
 ہونے کی نسبت دو بیان مشہور ہیں۔ ایک یہ کہ تلوک چند
 کو جو باجگولیوں کا سردار تھا۔ با برقید کر کے لے گیا تھا۔
 اور تلوک چند نے اپنی رہائی کے واسطے اسلام قبول کیا
 دوسرے بیان کے مطابق اسکا مسلمان ہونا ہمایوں کے
 زمانہ میں بتلایا جاتا ہے۔ مشہور یہی کہ ہمایوں نے تلوک
 چند کی بیوی کے من کی شہرین کے اوسکو ایک میلے
 میں سے پکڑا دیا ہوا ہے۔ عرض جب وہ بادشاہ کے سامنے
 پیش ہوئی تو ہمایوں کو غیرت آئی اور اپنی حرکت پر سخت
 مذمت ہوئی۔ اسوقت اس کے خاوند تلوک چند
 کو طلب کیا۔ تلوک چند کو باکھل امید تھی کہ وہ اپنی بیوی
 کو بچر دیکھ سکے گا۔ لیکن جب یہ دونوں ملے تو حیاں
 بیوی نے بادشاہ کی رعایا پروری کے تذکرہ میں
 لیس مذہب کو اختیار کر لیا جسے شہنشاہ کی نیت
 کو ایسے نکلنا دیکھ کر غمور ہوا۔

یہ تو مسلم شرع کے نہایت پابند ہیں۔ لیکن پھر بھی
 بعض رجموں کے اسکا فصل نمودار ہونا ثابت ہو جاتا
 ہے۔ ہندو شہر کے قلع میں ایک بڑا گھر نامی جس کے

لوگ لال غلط مشہور ہیں۔ اور اب تک ہندوؤں کی خطاب سے پکارے جاتے ہیں۔ شاوی یاہ میں ہندی رسوم کے پابند ہیں۔ انکے پاس ہی ان کے بمقام رشتہ دار رہتے ہیں جو اب تک ہندو ہیں۔ مرزا پور کے ضلع میں گھوڑا چھوٹوں کے ہاں جواب مسلمان میں ہندی قوانین اور رسوم برابر جاری ہیں عزت کے ایسے خطاب جو ہندوؤں کے ساتھ مخصوص ہیں اپنے نام کے پیشتر لگاتے ہیں۔ جبراً مذہب تبدیل کرنے کی سختیاں ہندوؤں کو سب زیادہ اور نگ زیب کے زمانہ میں برداشت کرنی پڑیں۔ پنجاب کے مغربی اضلاع میں اکثر دیہات کے مسلمانوں کی نسبت کہا جاتا ہے۔ کہ انکا مورث اعلیٰ عالمگیر کے زمانہ میں گانوں کی زمین بچانے کے لئے مسلمان ہو گیا تھا۔ دہلی کے گراہوں میں بنیوں کا ایک خاندان ہے جو اس وقت تک شیخ کہلاتا ہے۔ میں اکثر نو مسلم اپنے تئیں شیخ کہتے ہیں جسکی وجہ بیان کی جاتی ہے کہ اس خاندان کے ایک بزرگ نے جسکی اولاد اب باقی نہیں ہے اپنی جائداد کو ضبطی سے محفوظ رکھنے کے خیال سے مسلمان ہونا قبول کر لیا تھا۔ بعض خاندانوں کی نسبت کہا جاتا ہے کہ ان کے بزرگ قید کر کے دہلی میں لئے گئے اور وہاں جا کر مسلمان ہو گئے۔ بہت سے راجپوت لاہور کے اضلاع میں شاہی مالگزاری کی باقیات کے عوض میں مسلمان ہونے پر مجبور کئے گئے۔ اور نگ زیب کے ہی زمانہ میں ہیر راج بھی جسکی سے کاٹاٹ میراٹ رجپوتی خاندان کا سلسلہ ملتا ہے۔ مسلمان ہوا۔ اس خاندان کے پاس تختہ گاؤں مانٹاڑ میں اجمیر کے قریب ہیں۔ ہیر راج نے شہنشاہ دہلی کی ملازمت قبول کر لی تھی

ایک دفعہ رات کے وقت شدید بارش ہو رہی تھی۔ ہیر راج جو ہیر سہ پر تھا۔ تمام رات ڈھال کو سر پر روکے بیٹھ رہا۔ کھڑا رہا اور اپنی جگہ سے ہرگز نہ ہٹا۔ جب پاؤں شاہ نے یہ سنا تو اسی وقت حکم دیا کہ آج سے اس سپاہی کو کاٹا کہنا چاہیے۔ جس کے معنوں میں واری زبان میں بہادر سپاہی کے ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد ہیر راج مسلمان ہو گیا۔ دیرینہ معلوم ہوتا کہ کس خاص صورت میں اس نے اسلام قبول کیا۔ باقی آئندہ۔

بقیہ لکچر الگنڈر رسل صاحب مقام حیدر آباد

جس سے ادھو جسمانی نمو ہوتا ہے۔ مگر انسان کو عقل ترقی جسمانی کے سوا عقلی اور روحانی ترقی بھی ہیں۔ کیا اسکا ابتدائی ارادہ اور مقصد یہ ہے کہ زندگیانی میں ان صلاحیتوں کو ترقی دے؟ یا وہ خوشی سے عقل حیوانی کا مطیع ہو جاتا ہے؟ یا وہ اپنی زندگیانی کا مقصد مقصدی قرار دینا ہو سکے اور چیزوں کو حاصل کرنا چاہیے جسے جسمانی آسائش اور لطف حاصل ہو۔ اگر آپ کسی لڑکے سے جو حصول علم میں مصروف ہے یہ سوال کیجیے کہ وہ کیوں ایسا کرتا ہے تو یہ جواب دیگا کہ اسکا مقصد مقصدی یہ ہے کہ لڑکوں کے کام آئے۔ مگر ممکن ہے کہ اسکا دلی مقصد یہ ہو کہ دنیا اسکی عزت اور تعریف کرے۔ وہ اپنے مجلسوں میں مقصد رکھتا ہے اور کچھ روپیہ بھی حاصل کر کے۔ مجھ کو یہ بھی کہہ دینا تھا ضرور ہے کہ میں تعلیم اور ترقیات قوای دماغی کی بقصدی کرنا نہیں چاہتا ہوں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اپنے کو تجزی کر کے دیکھیے۔ اور حاصل کیا

انسانی سے واقفیت پیدا کیجیے۔ رسول مقبول نے فرمایا ہی من حرف نفسه فقد عرف ربه۔ اگر آپ اپنے کو غور کیجیگا تو اہل درجہ آپ کو اس میں بہت لطف ملیگا۔

کوئی شخص یہ سوال کر سکتا ہے کہ ان سب باتوں کو ہمارے مذہب سے اور دوا مریات و موت سے کیا علاقہ ہے۔ بہت کچھ آیتے آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ سائنس زمانہ حال جسکی ہر تربیت یافتہ بہت کچھ قدر و توصیف کرتا ہے اور جو کہ واجب الوثوق اور ناقابل احتمال خطا سمجھی جاتی ہے حیات انسان کے ضروری مسئلہ کو بنا نہیں کر سکتی ہے بلکہ ناچار ہو کر اس کو اس مادہ میں اپنی مجبوری سے اقرار کرنا ہوتا ہے۔ اس بحث سے عالی خیال لوگوں کو یہ ہدایت ملیگی کہ اس مقتدر علم کے حصول کی بھی راہ میں ہیں۔ سائنس کو اسکی خبر ہے۔

یہ امر اس لائق ہے کہ آدمی اس کے سوچنے میں وقت اور کوشش صرف کرے اور فی الواقع موت کے بعد بھی کوئی ننگ لانی ہے یا نہیں۔ اور اس ننگ لانی میں فلاح کے لئے اس کو کیا کرنا چاہیے۔ یہ وہ سوال ہے کہ اسکا ہر شخص کو جواب دینا چاہیے۔ اگر یہ صحیح ہو کہ ایک حیات دوسری بھی ہے تو اس سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ حیات ۹۰ یا ۷۰ برس سے جتنا کہ ہلوگ دنیا میں رہتے ہیں لامحالہ زیادہ ہوگی۔ اس وجہ سے مجھ کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک نہایت ہی ضروری مسئلہ ہے انسان کو ضرور ہے کہ اس پر خوب غور کرے۔ (باقی آئندہ)

شرابِ غیر

لفظ مندرجہ عنوان میں ایسا برا ہے کہ خود اس کی تحفظ سے ظاہر ہوگا کہ اسکو دو الفاظ میں شکر اور آب زبان یعنی عربی و فارسی مرکب کہیں تو مصروف میں اس کے معنی بجا نا شراب اور آب کے برابر پانی یا بدی پانی ٹھیک ہیں کیونکہ یہ لفظ بالعموم اس غشی پانی پر اطلاق کیا جاتا ہے جسکی پینے سے انسان مجسم شیطانی ہو جاتا ہے ورنہ شراب لفظ خالص عربی ہے جو پینے کی سب چیزوں پر استعمال ہوتا ہے۔ چونکہ بادہ نوشون نے اسکو خاص اپنے نشہ والے بدبودار متعفن و غلیظ پانی سے مخصوص کیا ہے تو لامحالہ اسکو شراب سے مرکب مجھ کر وہی معنی لینی چاہئیں جو ہم نے اوپر عرض کیا۔ اسکو عربی میں خمر کہتے ہیں قاموس میں لکھا ہے کہ خمر اسکو کہتے ہیں جسکی پینے سے بدستی پیدا ہو خواہ وہ انگور کی ہو یا خرما وغیرہ دوسری چیزوں سے بنائی گئی ہو خمر کے معنی چینیے کے ہیں چونکہ اس کے استعمال سے عقل زائل اور حواس مضبوط ہوتے ہیں لہذا اسکا نام خمر رکھا گیا۔

کاشف رموز خفی و علی عالم علوم صوری و معنوی حضرت مولانا شاہ محمد عبدالحق صاحب محدث دہلوی قدس سرہ الفریز اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ کی جلد ثالث کتاب الحدود صفحہ ۲۹۹ میں تحریر فرماتے ہیں کہ خمر ایک شراب مسکر و غشی کا نام ہے خواہ انگور کی ہو یا خرما یا گہون یا جو یا غمد سے ہو۔ اور اکثر علماء کہتے ہیں کہ نشہ کیونکہ بوقت حرام ہونے خمر کے مدینہ میں خمر صرف خمر اختیار ہوتا تھا اور انگور سے سوقت نہیں بنایا جاتا تھا لہذا خمر ہر خمر انگور کی ہی خمر کہیں کہ تمام اقسام خمر حرام ہیں۔

پانچ چیزوں پر ہی حشرین کیونکہ اپنے خطبہ کے آخر
 میں خود حضرت عمرؓ نے فرمایا ہے کہ واللہ خافوا العقل
 یعنی شراب عقل کو چھینکتی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ
 جو چیز عام العقل ہے وہ کلیۃً حرام ہے کچھ خصوصیت انگوری
 کی نہیں۔ اس لئے ائمہ ثلاثہ اور جمہور سلف نے خلف
 تک اتفاق کیا ہے کہ ہر ایک سکر و نشہ والی چیز حرام ہے اور
 تھوڑی ہون یا بہت حرام میں چنانچہ کتب صحاح و سنن
 میں اس بارہ میں بہت سی حدیثیں مروی ہیں امام احمد
 حنبل علیہ الرحمۃ نے اس بارہ میں ایک مستقل کتاب تصنیف
 کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ اس ام الجناث کے مفاسد اور
 مظالم سے سب لوگ احتراز کریں۔

اب ہم اسی شرح مشکوٰۃ سے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ
 علیہ کی نسبت عرض کرنا چاہتے ہیں کہ انہوں نے اس کی
 نسبت کیا ارشاد کیا ہے۔ حضرت امام ہمام دعویٰ کے ساتھ
 فرماتے ہیں کہ اہل لغت نے حمر کو صرف شراب انگوری
 قرار دیا ہے اور یہی اون کے نزدیک قطعاً حرام ہے
 قلیل ہو یا کثیر۔ اور اس کے پینے سے اگرچہ سستی ہو برصورت
 میں حرمت قطعی ہے اور سوای شراب اور دیگر مسکرات
 میں وہ اپنی اپنی علت کی وجہ سے حرام میں بخش عین نہیں
 تو ان کا صلاہ سمجھنا کفر تک نہیں پہنچتا کیونکہ اوکئی
 حرمت اجتہادی ہے اور شراب انگوری کی قطعی ساس
 امام صاحب کو نزدیک اجراء و اس وقت ہی کہ مرکب اسکا
 مست پایا جاوے کیونکہ اوکئی نجاست خفیہ ہے۔ اور شراب

انگوری کے مرکب پر بلا تینرستی کے حدود جاری ہوگی
 ہوگی کیونکہ اوکئی نجاست غلیظہ اور عینی ہے۔
 یہاں تک کہ اگر اسکا ایک قطرہ بھی کوی ہو گیا تو اس پر
 بھی حد شرعی جاری ہوگی اور اسکا مرکب کا فز و موکادہ باقی اندازہ
رسید زمین ابتدائی محرم تہر تہر و صولی
 (بقیہ از نمبر ۲۱)

بشکوٰۃ تمام ان صاحبوں کے نام نامی و اسکا گرامی درج ذیل
 کے جہاں جنہوں نے قیمت خار سے تائید فرمائی ہے۔
 جناب شہید صاحب بر اعظم حزب المسلمین کلنگلور
 جناب منشی محمد علی صاحب فنت علی بن حسیب سبزی بخت مشرق
 جناب منشی ملک محمد خان صاحب مختار عدالت فنت خانبوہ بخت مشرق
 جناب عثمان غنی صاحب پیشل سٹیشن یس اگر سٹیشن مال غلام
 جناب بابو یحییٰ صاحب گودس بر وائز دہلی
 جناب منشی محمد حنیف صاحب تاجرت امیر
 جناب منشی محمد عبد الرحمن صاحب ڈپٹی کمشنر سیموگہ
 جناب منشی میر محمد افسانہ صاحب اسٹیشن ٹیک
 جناب مولانا مولوی جی حافظ محمد وحید الزما صاحب جہاد آباد کن
 جناب حکیم غلام رضا خان صاحب دہلوی بردوان
 جناب سید غلام دستگیر صاحب ڈر سر

جناب محمد خان بن محمد علی صاحب بوسیر فنت علی بن حسیب
 جناب عباس بن محمد صاحب بوسیر فنت علی بن حسیب
 جناب منشی سراج الدین صاحب لکھنؤ فنت علی بن حسیب
 تھو۔ رائن رٹا صاحب کینی۔ پوسٹ آفیس ٹھوہی

مطبع بکرا لاہور اسلام محسب کلونین محمد شریف کا مہتمم سے چھاپا